



دوسری حدیث: جابر رضی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رحلت سے تھوڑے دن پہلے فرمایا کہ آج جو نفس روئے زمین پر زندہ ہے سو سال کے گزرنے تک ان میں کوئی بھی زندہ نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوۃ میں قطعی بن جاتا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

اہل تحقیق و اہل علم کے اقوال اور ان کا اجماع

سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے خضر علیہ السلام کی عمر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں تو فرمایا: جو غائب پر حوالے دیتا ہے وہ اس سے انصاف نہیں کرتا اور یہ باتیں لوگوں میں شیطان کی پھیلائی امام ابن قیم ابراہیم حنبی ہوئی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام صاحب نے درست فرمایا۔

”سے خضر اور ایسا عظیم السلام کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا: ”آج جو زمین پر زندہ ہے سوسال بعد ان میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ امام بخاری

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوۃ میں قطعی بن جاتا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

اکثر علماء سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس آیت سے جواب دیا:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ اخْلَدَ... سورة الانبياء

”آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔“

سے یہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا، آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور آپ سے سیکھنا ضروری تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرمایا: اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین تیری عبادت نہ ہوگی۔

اور وہ تین سوتیرہ معروض اشخاص تھے جن کے نام سمیت ولدیت اور قبیلہ کے معلوم تھے۔ تو اس وقت خضر علیہ السلام کہاں تھے، یہ سب علم کی بات۔

امام علی بن موسی الرضا کہتے ہیں: ”خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں امام ابراہیم بن اسحاق الحربنی، ابو الحسنین المناوی دونوں کا یہی قول ہے اور یہ دونوں امام ابن مناوی اس قول کو برا سمجھتے تھے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ قاضی کے اصحاب سے ان کی موت کا قول نقل کرتے ہیں۔ ابو یعلیٰ بھی امام احمد بن حنبل

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوۃ میں قطعی بن جاتا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

بعض اہل علم نے یہ دلیل بیان کی ہے اگر وہ (خضر) زندہ ہوتے تو ان کے لیے نبی ﷺ کے پاس آنا واجب تھا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لیے سوائے میری اتباع کے اور کوئی گنجائش نہیں تھی، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ (خضر) علیہ السلام زندہ ہوں اور آپ کے ساتھ جمعہ، جماعت میں شریک نہ ہوں اور آپ کے ساتھ جہاد نہ کریں۔ آپ دیکھتے نہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو وہ اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تاکہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت میں خلل نہ آئے۔

امام ابو الفرج بن الجوزی فرماتے ہیں کہ جو ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں ان کی سمجھ حقیقت سے بہت دور ہے، انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ اثبات شریعت مطہرہ کے اعراض کو متضمن ہے۔

عقلی دلائل:

پہلی دلیل: یہ تقول علی اللہ ہے جو بنص قرآن حرام ہے۔

دوسری دلیل: اگر وہ ابتداءً بطرحہ زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ یہ ہمیں ضرور بیان فرماتے کیونکہ یہ عجیب خبر ہے۔

تیسری دلیل: اگر وہ نوح علیہ السلام سے پہلے موجود ہوتے تو ثابت ہوا کہ نوح علیہ السلام کی کونسل کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

چوتھی دلیل: ان کو زندہ ملنے والوں کی زیادہ سے زیادہ دلیل منقول حکایتیں ہوتی ہیں جس میں کوئی شخص خضر علیہ السلام کو دیکھنے کی خبر دیتا ہے، تعجب ہے خضر علیہ السلام کی کوئی علامت ہے جس سے دیکھنے والا اسے پہچان لیتا ہے۔

پانچویں دلیل:

اگر وہ زندہ ہوتے تو جنگوں میں حوش و طیور کے درمیان مارے مارے پھرنے سے یہ بہتر تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کرتے، فی سبیل اللہ سرحدات کی حفاظت کرتے، جمعہ و جماعات میں شریک ہوتے اور علم دین سکھاتے۔
 نے المنار المنیفة فی الصحیح والضعیف بتحقیق الوعدۃ ص: 27 میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (6 309) میں۔ حیاة خضر علیہ السلام کی بڑے بڑے علماء نے مسوط تردید کی ہے جیسے امام ابن قیم

اور الاصابہ: (1 428) میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ: 1 325-337 میں۔

امام ابن جوزی نے موت خضر اور ان کو زندہ ثابت کرنے والوں کی تردید میں 'عجایہ المنظر فی حال الخضر' نامی تفصیلی کتاب لکھی ہے۔

امام ابن تیمیہ نے ان کی موت کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

امام علی التتاری نے کشف النور عن امر الخضر بتالیف کی ہے اور امام ابن المنار المتوفی 336ھ نے ان کی وفات میں رسالہ لکھا ہے، مراجعہ کریں تفاسیر اہل التحقیق فی سورة الکہف۔

فرماتے ہیں: "یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوۃ میں قطعی بن جاتا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے ٹکڑے کے مطابق سو سال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

:جو کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے انگوٹھے میں ہڈی نہیں ہے، یہ سب جھوٹے ہیں

وَلَا تَقْتَفِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولَٰئِکَ کَانَ غَنَیْمَہٗ سِوَا ۙ ۛۛ... سورة الاسراء

(جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے بچھہ گچھ کی جانے والی ہے۔"

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج 1 ص 252

محدث فتویٰ